جزاء الاعمال



حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

نصیر بک ڈپو۔ حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَجْلِبُ النِّعَمَ بِطَاعَتِهٖ وَالنِّقَمَ بِمَعْصِيَتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعِزَّ لِمَنْ وَّالَاهُ وَالَّذِیْ وَالذُّلَّ وَالْهَوَانَ عَلٰی مَنْ عَادَاهُ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْيُسْرِ وَالْعُسْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ وَفِّقْنَا لِلتَّاَسِّیْ بِهِمْ۔

امّا بعد یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اُس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمالِ حسنہ وسیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں۔ اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبہ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزا و سزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہو جاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے۔ پھر عالمِ آخرت میں بھی جزا و سزا کے وقوع کو گو عقیدۃً اُن اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں، مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر و اثر میں

اور سبب و مسبب میں سمجھنا چاہیئے اور اسباب و مسببات دنیویہ میں سمجھتے ہیں، وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور اُن کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دے دیں گے. جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالامال کر دیں گے اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل[۱] ہی نہیں ہے حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اس مرض کے دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے **اوّل** کتاب و سنت و ملفوظات محققین سے یہ دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا و سزا واقع ہوگی، ایسے دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوئے ہیں۔ **دوسرے** یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمرات آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے۔ جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہو جانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید قوی ہے کہ سردست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانۂ

---

[۱] کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہوتا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہ جاوے گا انتہیٰ۔ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جاوے جزو اخیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے و بس گویا یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے سو عمل ہی علت تامہ کا ایک جزو ٹھیرا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۵

دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبہ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جانا سہل ہے آئندہ توفیق و امداد حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اُردو میں جمع کیا جاتا ہے **جزاء الاعمال** اس کا نام رکھا جاتا ہے مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا.

مقدمہ:- اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے.

باب اول:- اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔

باب دوسرا:- اس بیان میں کہ طاعت و عبادت کرنے سے دنیا کا کیا کیا نفع ہے.

باب تیسرا:- اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے.

باب چوتھا:- اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے.

خاتمہ:- بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لئے باعثِ بے باکی ہو گئے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعہ ہدایت و رشد کا بنا دے اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جاوے اسکو معاف فرمائے۔ اٰمِیْنَ وَالْاٰنَ نَشْرَعُ نَسْتَعِیْنُ۔

محمد اشرف علی

مقدمہ

اِس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزاو سزا کے قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بے شک وہ اس سے منع کئے گئے تھے سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی۔ اور ارشاد ہے فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ط یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے اُن سے بدلہ لیا، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا اور ارشاد ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ ط یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالےٰ تمھارے لئے فیصلہ کر دیں اور دُور کر دیں تم سے تمھاری برائیاں اور ارشاد ہے لَوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ط یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت اور ارشاد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ط یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمھارے بھائی ہیں دین میں اور کہیں باء سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ ط یعنی یہ سزا بسبب اُن اعمال کے ہے جو کہ تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ

تَعۡمَلُوۡنَ یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے جس کو تم کرتے تھے اور ارشاد ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انھوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا اور کہیں فائے سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّھِمۡ فَاَخَذَھُمۡ یعنی انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پس پکڑ لیا ان کو اور ارشاد ہے فَکَذَّبُوۡھُمَا فَکَانُوۡا مِنَ الۡمُھۡلَکِیۡنَ یعنی اُن لوگوں نے موسیٰ وہارون علیہما السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے کہیں کلمۂ لولا وارد ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَوۡلَاۤ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِیۡنَ لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِہٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کہنے والوں سے نہ ہوتے تو ٹھیرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اِس قید سے رہائی ہوئی کہیں لفظ لَو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوۡ اَنَّھُمۡ فَعَلُوۡا مَا یُوۡعَظُوۡنَ بِہٖ لَکَانَ خَیۡرًا لَّھُمۡ یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے۔

محمد اشرف علی

باب اول

اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔ یوں تو یہ مضرتیں اِس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جا بجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی قرب کے عوض بعد حصہ میں آیا تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کے مارے گئے وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور بتمامہم ہلاک ہو گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان اَبر کے عذاب آیا اور اُس سے آگ برسی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا۔

اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر وزبر کر ڈالا اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو اُن پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔ اور وہ کون چیز ہے جس نے انھیں بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا۔ کبھی قتل ہوئے کبھی قید کبھی ان کے گھر اُجاڑے گئے کبھی ظالم بادشاہ اُن پر مسلط ہوئے کبھی وہ جلاوطن کئے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے۔ لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، دیکھیے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبرس فتح ہوا جبیرؓ بن نضیر نے ابو درداءؓ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے عرض کیا کہ اے ابو درداء ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیرؓ افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو کہاں تو یہ قوم برسرِ حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا۔ جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو اور سند میں ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهٗ یعنی

بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے
ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں
ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال
علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں
میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم
ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے اور نہیں
بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا باران رحمت ان سے اگر بہائم
نہ ہوتے تو کبھی اُن پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرماویگا
اللہ تعالیٰ اُن کے دشمن کو غیر قوم سے بجبر لے لیں گے اُن کے اموال کو۔ ابن ابی
الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا
دریافت کیا انھوں نے فرمایا جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے
لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت
آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال اور عمرؒ بن عبدالعزیز نے جابجا شہر میں
حکمنامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت
عتاب الٰہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں
میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ
خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ[1]

[1] تحقیق فلاح پائی جس شخص نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی اور بعض نے تزکی

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ اور جس طرح نوحؑ نے کہا تھا وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝ ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں اُن بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں تم بادشاہوں کو بُرا کہنے میں مشغول مت ہو میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ امام احمدؒ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے اور امام احمدؒ نے وکیعؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنیوالا خود بخود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) زکوٰۃ سے لیا ہے، ظاہراً عمرؒ بن عبدالعزیز کے نزدیک یہی تفسیر ہے۔ ۱۲ منہ

میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں، آسانی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لئے فصلیں مقرر کی جاویں۔

فصل ۱ ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نورِ باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیت فرمائی تھی اِنِّیْ اَرٰی اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِکَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْہُ بِظُلْمَۃِ الْمَعْصِیَۃِ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲ ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے اس مضمون کی حدیث اوپر آچکی ہے۔

فصل ۳ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی انھوں نے فرمایا ؎

اِذَا کُنْتَ قَدْ اَوْحَشَتْکَ الذُّنُوْبُ فَدَعْھَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَاْنِسٖ

فصل ۴ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوص نیک لوگوں سے کہ اُن کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دُور اور ان کے برکات سے

؎ یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کرلے ۱۲ منہ

محروم ہو جاتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

فصل ۵: ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ[1] کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، ایسے ہی ترکِ تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶: ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے فاسق کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اُس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق قلب میں نور رزق میں وسعت بدن میں قوت لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی رزق میں تنگی لوگوں کے دلوں میں بُغض ہوتا ہے۔

فصل ۷: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ اُمورِ خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے

---

[1] قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۱۲ منہ

رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو تو کفار فارس و روم کیسے قوی الجثہ تھے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

فصل ۸ ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

فصل ۹ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیونکہ (بر) نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے۔ اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں امیری اور غریبی، صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیئے۔

فصل ۱۰ ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا، اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اُس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

فصل ۱۲ ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو بُرا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دُور ہوتا جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل امتی معافی الا المجاھرین وان من الاجھار ان یستر اللہ علی العبد ثم یصبح یفضح نفسہ ویقول یا فلان عملت یوم کذا وکذا وکذا فتھتک نفسہ وقد بات یسترہ ربہ۔ خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تو ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری کی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا۔ اور کبھی گناہ کی بُرائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳ ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنانِ خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے۔ مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، علو وفساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی تو یہ عاصی اُن لوگوں کی وضع وہیئت بنائے ہوئے ہے۔ مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی جو شخص

کسی قوم کی وضع بنائے وہ انھیں میں شمار ہے۔

فصل ۱۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے۔ اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِن مُّكْرِمٍ ؕ یعنی ؎

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں۔ گناہ کی سزا تو الگ ہو گی۔ یہ لعنت اس پر طرہ ہے مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور و فساد آجاتا ہے، کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت و معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے، بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں اُن کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں قرآن مجید منع کر رہا ہے ایمان منع کر رہا ہے موت منع کر رہی ہے دوزخ منع کر رہی ہے

گناہ کرنے سے اس قدر سرور ولذت نصیب نہ ہوگا، جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔

فصل ۲۸ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجۂ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے، اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اسکے لکھنے والے پر اور اسکے گواہ پر، اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھیرایا جائے، اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو

پناہ دے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکا وے اور لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اُس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپا وے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں زنا کی تہمت لگاوے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک راہ پر بتاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے

اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد ہو گیا نعوذ باللہ۔

فصل ۱۸ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔ دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مؤمنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

فصل ۱۹ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں پانی ہوا غلہ پھل ناقص ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوتا تھا

اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اُس کی برکتیں عود کر آویں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اُس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

فصل ۲۰:- ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گذرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

فصل ۲۱:- ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی جب اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۲:- ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم[1] ہوتا ہے حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دُور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ٥

---

[1] کسی کو یہ شبہہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم ضداً سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اُس وقت اکٹھی سزا ہو ۱۲ منہ

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے

فصل ۲۳ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح وشرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے مومن۔ بر۔ مطیع۔ منیب۔ ولی۔ ورع۔ مصلح۔ عابد۔ خائف۔ اواب۔ طیب۔ رضی۔ تائب۔ حامد۔ راکع۔ ساجد۔ مسلم۔ قانت۔ صادق۔ صابر۔ خاشع۔ متصدق۔ صائم۔ عفیف۔ ذاکر و نحو ذالک جب برا کام کیا یہ خطابات ملے فاجر۔ فاسق۔ عاصی۔ مخالف۔ مسی۔ مفسد۔ خبیث۔ مسخوط۔ زانی۔ سارق۔ قاتل۔ کاذب۔ خائن۔ لوطی۔ قاطع رحم۔ متکبر۔ ظالم۔ ملعون۔ جاہل وغیر ذالک۔

فصل ۲۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان دست و پا چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے کہیں عزت

میں فرق نہ آجاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

فصل ۲۶ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالتِ جلوۃ میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مرگیا کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کے واسطے ایک پیسہ اللہ کے واسطے ایک پیسہ اسی میں تمام ہوگیا اِسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی خدا کی پناہ۔

فصل ۲۷ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے نااُمیدی ہوجاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ اس نے گانا شروع کیا تاتا تن تنتا اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اُس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یونہی مرا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا۔

رجوع بہ مقصود یہ چند مضرتیں دُنیوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں، اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصراً مذکور ہونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عاقل ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ذراسی اشتہائے کاذب کے لئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں بھٹکتا۔ یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین آمین۔

دوسرا باب

اس بیان میں کہ طاعت وعبادت واعمالِ صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور ومفہوم ہو چکے اسمیں چند فصلیں ہیں

فصل ۱ اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی ان کی طرف اُن کے رب کی جانب سے یعنی قرآن مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے۔ توراۃ وانجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد توراۃ وانجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے، اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلّہ اُگتا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲ اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے

لیکن انھوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳ اِس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴ اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

فصل ۵ اِس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف و لذت۔ فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و راحت بادشاہوں

کو بھی میسر نہیں۔

فصل اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے باغ پھلتا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوالو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کرینگے تمہارے اموال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لئے باغ اور مقرر کرینگے تمہارے لئے نہریں۔

فصل اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شرور کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کے لئے حامی و مددگار ہونا قال اللہ تعالےٰ اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو قال اللہ تعالیٰ اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کو یاد کرو جبکہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے۔ سچی عزت عنایت ہونا قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی عزت اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے اور ایمان والوں کے لئے۔ مراتب بلند ہونا قال اللہ تعالیٰ یَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔ دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ اُن کی محبت اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَیُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ یعنی مقرر کی جاتی ہے اُس کے لئے قبولیت دنیا میں اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات وجمادات تک اُس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں ؎

توہم گردن از حکمِ داور مپیچ　　　　کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجئے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔ نصوص فضائل میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

فصل اِس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مِل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے ان

قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں؛

ف۔ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اُتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھیرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل ۹ اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہو، پس یہ لوگ دُونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل ۱۰ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی راحت سلطنت گرد ہی قال اللہ تعالیٰ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ، فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔ قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے ... بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ... در دل اگر بود ہوسِ ملکِ سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب ... من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں

تب وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں، دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیادار دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انھوں نے عیش دیکھا نہ مزہ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں کبھی یہاں تک اس لذّت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذت قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذت نہیں تو جنّت کو ہیچ قرار دیتے ہیں، قال العارف الرومی ؎

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں — فوق گردون ست نے قعر زمیں
ہر کجا یوسف رُخے باشد چو ماہ — جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ
باتو دوزخ جنت ست اے جانفزا — بے تو جنت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہو گی۔

فصل ۱۲ اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے، قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ ۔ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے انکا ایک خزانہ گڑا ہے اور اُن کا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمھارے

پروردگار کی طرف سے۔ اِس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ نیکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آجکل لوگ اولاد کے لئے طرح طرح کے سامان جائداد روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

فصل ۱۳ اِس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہونگے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اُن کے لئے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔ حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بُشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے مثلاً خواب میں دیکھا کہ بہشت میں چلا گیا یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے اُمید کو قوۃ اور قلب کو فرحت ہو گئی۔

فصل ۱۴ اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ط یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں
پھر وہ مستقیم رہے اُترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا
مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو۔ اور بشارت سنو بہشت کی جس کا
تم وعدہ کئے جاتے تھے، ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور
آخرت میں۔ اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس اور
تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے
مہربان کی طرف سے۔ دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے
وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۵: اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے
قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی
اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے، حدیث شریف میں اس استعانت
کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہئے
کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کہے مثلاً سورہ فاتحہ
پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے: لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ
بِرٍّ وَّسَلَامَۃً مِّنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ

وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

فصل ۶ اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہوگا رفع ہوجاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہوجاتی ہے جس میں سراسر نفع وخیر ہی ہو احتمال ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے، امام بخاری نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اور ایک[1] روایت میں بجائے فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ کے یہ الفاظ ہیں عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ) فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ اپنے[2] کام کا نام بھی لیوے یعنی بجائے هٰذَا الْاَمْرَ کے کہے مثلاً هٰذَا السَّفَرَ یا هٰذَا النِّكَاحَ یا مثل اس کے۔

---

[1] یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں

[2] پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے یا دل میں سوچ لے۔

فصل ۱۷ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں۔ ترمذیؒ نے ابو الدرداء و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم میرے لئے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا۔

فصل ۱۸ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے حکیم بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر سچ بولیں بائع مشتری اور ظاہر کر دیں اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے ان کے معاملے میں اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کیلئے معاملہ کی، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل ۱۹ دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت و سلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

فصل ۲۰ بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی

ہو یا خاتمہ برا ہو نعوذ باللہ۔

فصل ۲۱ دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہٹاتی قضا[1] کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی، روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل ۲۲ سورہ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں عطاء ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورہ یٰسین پڑھے شروع دن میں پوری کی جاوینگی اس کی تمام حاجتیں، روایت کیا اس کو دارمیؒ نے۔

فصل ۲۳ سورہ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سورہ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں، نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی، روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

فصل ۲۴ ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں، روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

---

[1] اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آیا یہ اثر بھی تقدیر سے ہے ۱۲ منہ

فصل ۲۵ بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھکر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۝ سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فصل ۲۶ بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا آپ نے ارشاد فرمایا تجھ کو ایسا کلام بتلادوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کردے اور تیرا قرض بھی ادا کردے اس شخص نے عرض کیا بہت خوب فرمایا صبح و شام یہ کہا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ، اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری غم و فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہو گیا روایت کیا ابو داؤد نے۔

فصل ۲۷ بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا ہوتا مجھ کو گدھا بنا دیتے۔ کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انھوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْئٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ

اَلَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ۔ روایت کیا اس کو اس کو مالکؒ نے۔

اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد و منافع ہیں جو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار ہیں ان کی زندگی ایسی حلاوت و لطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کا نظیر امراء میں نہیں ملتا، ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے اُن کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی مایۂ سرور ہے۔ یا الٰہی سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے اور اپنی رضامندی و قرب نصیب فرمائیے۔

تیسرا باب

اِس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔

جاننا چاہیئے کہ کتاب وسنت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اِس عالمِ دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالمِ غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انھیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہو گا جس کو یوم حشر ونشر کہتے ہیں سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے، صدور ظہور مثالی، ظہور حقیقی اس مضمون کو فوٹوفون سے سمجھنا چاہیئے جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اُس کے تین مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منھ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹوفون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہٖ پیدا ہو جاوے سو منھ سے نکلنا عالمِ دنیا کی مثال ہے اس میں بند ہونا عالمِ برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالمِ غیب کی سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منھ سے نکلتے ہی فوٹوفون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وُہی بات نکلے گی جو اوّل منھ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اسی طرح مومن

کو اس میں شک نہ چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل اُس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالمِ مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا۔ اِس بنا پر یقین ہوگیا کہ آخرت[۱] کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں، سو جیسے فوٹو فون کے قرب و محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹو فون بعد میں کھولا جاوے گا۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ اُس وقت مجالِ انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ اسی طرح صدورِ اعمال کے وقت اِس امر کا خیال رہنا چاہیئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلا کمی و بیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر حیلہ احتمال کمی بیشی کا نہ چل سکے گا اور اگر یہ خیال غالب ہوجاوے تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ ہو جیسا فوٹو فون کے روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاوے گا۔ اور میں بھی اس وقت حاضر

---

[۱] اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہوجاتا ہے اسی طرح دوزخی سے جنتی اس سے تو صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امورِ اختیاریہ میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبۂ تقدیر سے مریض مرجاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الخ۱۲

ہوئیگا یا دوسری موٹی مثال سمجھیے درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں اول تخم ڈالنا دوسرے اس کا زمین سے نکلنا تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے ثمرات برزخ و آخرت بالکل انھیں اعمال اختیاریہ پر مبنی ٹھیرے جیسا جو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمراتِ نیک شاید ہم کو مل جاویں اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ایک بزرگ کا قول ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

اور جس طرح تخم جو اور درخت جو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جس کے سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے باقی جس طرح درخت جو کے پہچاننے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور اُن سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے اسی طرح ثمراتِ اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا (یعنی انبیاؤں اور اولیاؤں کا) ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال

سے بعض اعمال وثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے
کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجاویں:
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ
وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ وقولہ تعالیٰ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ
أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ، وقولہ تعالیٰ يَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ
لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ
رَبُّكَ أَحَدًا و قولہ تعالیٰ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ
مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ، وقولہ تعالیٰ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ، وغیرہا من الآیات۔

فصل :- بعض اعمال کے آثار برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی امام بخاری[1] نے بروایت ثمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا، جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ اسکی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسیطرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، دو شخص میرے پاس آئے مجھکو اٹھا کر کہا چلو میں انکے ساتھ چلا ایک شخص پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اسکے پاس ایک پتھر لئے کھڑا ہے اور اسکے سر پر زور سے مارتا ہی جس سے اسکا سر کچل جاتا ہی اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہی وہ جا کر پتھر کو پھر اٹھا لاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا

[1] یہ حدیث خواب کافی سے نقل ہے ۱۲ منہ

پہلے تھا وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دو شخصوں سے تعجباً کہا
سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں۔ اُنھوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے ایک
شخص پر گذر ہوا جو چت لیٹا ہے اور دوسرا شخص اُس کے پاس لوہے کا زنبور
لئے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منھ کے ایک جانب آکر اس کا
کلّہ اور نتھنا اور آنکھ گُدّی تک چیرتا چلا جاتا ہے پھر دوسری طرف آکر اسی طرح
کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی
ہے۔ پھر اس طرف جاکر اُسی طرح کرتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں
کون ہیں کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے ایک تنور پر پہنچے اس میں بڑا شور وغل
ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد و عورت
ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے جب وہ اُن کے پاس پہنچتا
ہے۔ اس کی قوت سے یہ بھی اُونچے اُٹھ آتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ
ہیں وہ دونوں بولے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح
لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک
اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ شخص تیرتا ہوا اُدھر کو آتا
ہے یہ شخص اس کے منھ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے جس کے صدمہ سے پھر وہ
اپنی جگہ پر پہونچ جاتا ہے پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا
ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے، ایک
شخص پر گذر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور اس
کے سامنے آگ ہے اُس کو جلا رہا ہے اور اُس کے گرد پھر رہا ہے میں نے

پوچھا یہ کون شخص ہے کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے ایک گنجان باغ میں پہنچے جس
میں ہر قسم کے بھاری[1] شگوفے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد
جن کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی
کثرت سے بچے جمع ہیں میں نے پوچھا یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں کہنے لگے
چلو چلو ہم آگے چلے ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اُس سے بڑا اور خوبصورت
درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو
ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اسکی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے
کی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو
کھُلوایا وہ کھول دیا گیا ہم اس کے اندر گئے ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا
بدن ایک طرف کا تو نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت وہ
دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی
نہر جاری ہے پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے وہ لوگ جاکر اس میں گر گئے
پھر ہمارے پاس جو آئے تو بدصورتی بالکل جاتی رہی پھر ان دونوں شخصوں
نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور دیکھو تمھارا گھر وہ رہا میری نظر جو اوپر
بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے یہی تمھارا گھر ہے میں نے
دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمھارا بھلا کرے مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا
جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے میں نے اُن سے کہا آج رات بھر
بہت عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں۔ وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں وہ جو شخص

[1] یعنی موسم بہار کے ۱۲ منہ

تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے
اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلّے اور نتھنے
اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں
کیا کرتا جو دور پہنچ جاتیں اور وہ جو ننگے مرد عورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنے والے
مرد عورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے
تھے یہ سُود خوار ہے۔ اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا
ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے، اور جو دراز قد قامت شخص باغ
میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے اُن کے آس پاس
دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی۔ کسی مسلمان نے دریافت کیا یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے بچے بھی، آپ نے فرمایا ہاں مشرکین
کے بچے بھی۔ اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن
بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد کہ ان کو اللہ تعالیٰ
نے معاف فرما دیا فقط

اِس حدیث سے اِن اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی
ہیں مگر ذرا تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے اور کلّے چیرے
جانے میں مناسبت ظاہر ہے، اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں
پھیل جاتی ہے اِس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر
ہے۔ اور زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں، اور جہنم میں برہنہ ہو جانا اس میں
مناسبت ظاہر ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیئے۔

فصل جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاوے گا۔ ابن مسعود[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدہا پھر آپ نے اس کی تائید کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی، وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَخَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَشَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْابِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الاٰیۃ۔ روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اسکی جان پر پھر اسکو قتل کر دے، دیا جاوے گا اُس کو جھنڈا اُس کی پشت پر گاڑ کر پکارا جاوے گا ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے۔

فصل چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائیگی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا اُس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعۃً اس کے ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو

---

[1] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ

آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا آپ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی

قال اللہ تعالیٰ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ الآیۃ۔ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو ضرور اس کو تو ناپسند کرو گے فقط اس وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں

محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے عالم مثالی میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی۔ اِس اُمت کو اللہ تعالیٰ نے اِس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز اس کا ظہور ہو گا اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہو جاتی ہی سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ

یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اُڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے۔ سفیان فرماتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض بناؤ سنگار کرکے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں۔ بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے۔ بعض کینہ ور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے۔ بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے فقط امام ثعلبی نے فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے۔ جس جانور کے عادات طبیعت پر غالب ہو گی قیامت میں اسی کی شکل بن جاوے گی۔

فصل بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے ؎

چوں سجودے یا رکوعے مرد گشت — شد دراں عالم سجود او بہشت
چوں کہ پرید از دہانت حمد حق — مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را — ہم چو نطفہ مرغ باد ست وہوا
چوں ز دستت رفت ایثار و زکوٰۃ — گشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
آب حیرت آب جوئے خلد شد — جوئے شیر خلد مہر تست دود
ذوقِ طاعت گشت جوئے انگبیں — مستی و شوق تو جوئے خمر بیں
ایں سببہا آں اثرہا را نماند — کس نداند چونش جائے آں نشاند

این سبب ہا چوں بہ فراقِ تو بود | چار جو ہم مرترا فرماں نمود
ہر طرف خواہی روانش می کنی | آں صفت چوں چنانش می کنی
چوں منی تو کہ در فرمان تست | نسل تو در امر تو آیند چست
مید ود در امر تو فرزند تو | کہ منم جزوت کہ کردیش گرو
آں صفت در امر تو بود ایں جہاں | ہم در امر تست آں جوہا رواں
آں درختاں مرترا نہ ما برند |
چوں بامرِ تست اینجا ایں صفات | پس در امر تست آنجا آں جزات
چوں زدست زخم بر مظلوم رست | آں درختے گشت ازاں زقوم رست
چوں ز خشم آتش تو در دلہا زدی | مایۂ نارِ جہنم آمدی
آتش ست اینجا چو مردم سوز بود | آنچہ از وی زاد مرد فروز بود
آتش تو قصد مردم میکند | نارِ وی زاد بر مردم زند
آں سخن ہائے چو مار و گزدم ست | مار و گزدم گشت وی گیرد دو دست

رجوع بہ مطلب: آیات و احادیث و اقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے۔ اور یہ تحقیق مسئلۂ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلۂ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شئے بلا سبب ہو جاتی ہے، ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اوّل جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے منجملہ اسباب

تو یہ دخول جنت دوزخ کے اعمال حسنہ یا سئیہ ہیں اِسی لئے صحابہؓ نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی۔ الآیہ۔ خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کروگے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اُٹھ جاوے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ الآیۃ۔ یا الٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائیے اور اس قدر تدبر نصیب کردیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

چوتھا باب

اِس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہوچکی ہے اس مقام پر صرف دوچار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے صورت مثالی درخت کی سی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقات کی، میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں انھوں نے فرمایا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیئے اور خبر دیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اُس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل سورۂ بقر اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے۔ نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سُنا میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لایا جاوے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے آگے آگے ہو گی اُس کے سورۂ بقر اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں سیاہ سائبان ہوں اُن کے بیچ میں ایک چمک ہو گی وبقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں، حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے، روایت کیا اس کو مسلمؒ نے۔

فصل سورۂ قل ہو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے سعید بن المسیبؓ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک محل تیّار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اُس کے لئے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبے پڑھے اُس کے لئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے قسم خدا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت و گنجائش والے ہیں۔ روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے۔ ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے۔

جو جاری ہوتا ہے اُن کے لئے روایت کیا اس کو بخاری نے۔

فصل دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کُرتے پہنے ہیں، کسی کا کُرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، آپ نے فرمایا دین۔[ا]

فصل علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے۔ ابن عمر[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اُس سے پیا یہاں تک کہ اُس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخونوں سے نکلتا پایا پھر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ آپ نے فرمایا علم۔

فصل نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد ہوا کہ جو شخص محافظت کرے گا نماز پر وہ نماز اُس کے لئے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

ا؎ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲منہ   ۲؎ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲منہ

فصل صراط مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے، امام غزالیؒ نے رسالہ[1] حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے۔ اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی میں خطِ ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دھوپ میں بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں پل صراط کی باریکی بھی خط ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراط مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندسی کے مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسطِ حقیقی سخاوت ہے۔ تہوّر یعنی افراط قوت غضبی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں شجاعت، اسراف اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسط حقیقی میانہ روی ہے۔ تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں تواضع، شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت، کیونکہ ان صفتوں کی دو طرفین ہیں، ایک زیادتی دوسرے کمی وہ دونوں مضموم ہیں افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے وہ دونوں طرف کے نہایت دوری ہے اور وہ وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کی طرف میں اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خطِ فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں ہے نہ دھوپ میں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قیامت میں صراط مستقیم کو جو خط ہندسی کی طرح ہے

---

[1] نقل من ترجمۃ المسماۃ حقیقۃ روح انسانی ۱۲ منہ

جس کا کچھ عوض نہیں عمل کریں گے تو ہر انسان سے اِس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہو گا۔ پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پُل صراط پر برابر گذر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی۔ سو یہ اس کا وصفِ طبعی بن گیا اور عادت طبیعت خامسہ ہوتی ہے سو صراط پر برابر گذر جائے گا۔ اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا۔ یوں مالک حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یونہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے، اِسی لئے جا بجا ارشاد فرمایا ہے، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔ یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنت کے جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے (یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے۔ یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیۂ مرتب ہو جاتا ہے اسی لئے بعد حکم مُسَابَقَتْ اِلَى الْجَنَّةِ کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں، اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گذرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے وہ جانتے ہیں۔ دیکھئے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لئے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں۔ اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شئے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں۔ دیکھو پلہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لئے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لادا جاوے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو اللہ تعالیٰ کا لقا محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمال صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں اسی

لئے حدیث شریف میں وارد ہے لَمْ اَرَ مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا اَوْ كَمَا قَالَ
یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جاوے
جن کو دیدۂ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بے شک ان اعمال شاقہ میں
لطف اور راحت ملتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ
الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یعنی بے شک
نماز ضرور گراں گذرتی ہے۔ مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ
یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے
والے ہیں۔ سو نماز کے آسان ہونے کے لئے یہ یقین معین ٹھیرا کہ ہم کو اپنے رب
سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی
نماز میں مجھکو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورہ نیک

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا و سزا اپنے
ہاتھوں ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آویں
تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ
قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۂ بقرہ آل عمران کی تلاوت کیا کرو
کہ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات
جاری کیا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط
پکڑو۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے سیراب ہوں
تو علم دین خوب حاصل کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پر پل جھپکتے گذر جاؤ تو

شریعت پر خوب مستقیم رہو۔ اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام کرو۔ اگر چاہو ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جاویں گے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

خاتمہ

بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہات عوام کے جواب میں۔ یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں۔ فعلاً یا ترکاً کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ اُمید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے۔ ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہی خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباع سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں افراط و تفریط سے بچتے ہوں خلق پر شفیق ہوں تعصب و عناد ان میں نہ ہو۔ گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جیسا ہمارے سردار اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وعدہ ہے لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ (مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں، اور جن کی ایسی ہی شان ہو ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں)

۱ مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم۔

۲ گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم۔

۳ سہارنپور میں جناب مولانا ابو الحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور

۴ دیوبند میں جناب مولانا محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند۔

۵ حضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔

۶ انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم۔[۱]

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لے گا۔ ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ الآیۃ۔ ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور

---

[۱] افسوس اس وقت ان حضرات میں سے کوئی بھی زندہ نہیں۔ ۱۲ اشرف علی۔

کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔ ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے۔ یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو ہو جاتا ہوں ایک ان میں سے توبہ و استغفار ہے۔ جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو رووے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے یہ پانچ چیزیں ہوئیں علم و صحبت علماء، نماز پنجگانہ قلت کلام و قلت مخالطت محاسبہ و مراقبہ توبہ و استغفار انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل دوسری

ایسے معاصی کے بیان میں کہ اُن کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔ ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و اُخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سُنے نہ اچھا نہ بُرا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی

فرصت اس کو ملتی ہے۔ ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا۔ ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ حقد و حسد وغضب وغیر ذالک۔ ایک ان میں سے غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالتِ غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہو گا عقل کے خلاف ہی ہو گا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اُس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایک ان میں سے طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے، پس جیسی غذا ہو گی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہو گا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی

پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جاوے گا۔ بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جاویں گے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا۔

اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکہ میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالتے ہیں جب کبھی ان سے التزام طاعات و اجتناب معصیت کے لئے کہا جاتا ہے وان ہی شبہات کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ یہ شبہات دو[2] قسم کے ہیں، ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے، مثلاً یہ شبہہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے، یا یہ شبہہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں، جیسے کسی نے کہا ہے :-

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

سو چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے۔ اِس لئے ان شبہات کو مطروح النظر کرتے ہیں[1]۔ دوسری قسم وہ شبہات جن کا باعث

---

[1] علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا۔ اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لئے ہر وقت موجود ہیں بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ اور نقد کماً و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں اُدھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی خوشی سے دے ڈالتے ہیں یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا ۱۲ منہ

جہل وغفلت ہے اِس مقام پر اُن کا جواب دینا مقصود ہے ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے۔ بِتَوْفِيقِ اللهِ تَعَالَىٰ۔

فصل ایک شبہ ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ بڑے غفور الرحیم ہیں۔ میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ تمھارے لئے ضرور مغفرت ہوگی ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے۔ علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور رحیم اس شخص کے لئے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور رحیم ہے جنھوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر انھوں نے توبہ کرلی اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کرلئے۔ اور جو بلا توبہ مرجاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

فصل ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کرلیں گے۔ اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ابھی تم اور زندہ رہوگے، ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو۔ یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی

سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مرجاتا ہے۔

فصل ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں پھر توبہ کرکے معاف کرالیں گے اس شخص سے یہ کہنا چاہیئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر ہم مرہم لگا دیں گے یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا۔ پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے۔ اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہو جاوے گی، یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں۔ پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُن سے توبہ کرلینا اللہ تعالےٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

فصل ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہی اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس وناکس اس سے منتفع ہوتا ہے۔ صاحبو ذرا انصاف کرنا چاہیئے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں، ہرگز نہیں۔ اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر انصاف کرکے دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوگے، دوسرے بات یہ ہے اگر تقدیر پر اایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچاوے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے۔ نقصان

کریں گے وہاں مسئلۂ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو۔ یہاں سب سے بڑھکر تقدیر پر تمھارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے، اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے محنت ومشقت سب بیکار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں وکوششیں کرتے ہو۔ کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو۔ بوتے ہو جوتتے ہو پیستے ہو چھانتے ہو، گوندھتے ہو پکاتے ہو لقمہ بنا کر مُنہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اُتر جاوے گا۔ نوکری کیوں کرتے ہو، کھیتی کیوں کرتے ہو، یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد   لیک شرط است جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو۔ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو۔ اسی طرح نعمائے آخرت کے لئے وہی اسباب واعمالِ صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

فصل ایک دھوکہ یہ ہوجاتا ہے کہ حدیث میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا سو خوب یاد رکھنا چاہیئے رجا وحسن ظن کے معنٰی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کرکے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے۔ اور جو اسباب ہی کو اڑادیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے بلکہ

غرور اور دھوکہ ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ اب غلہ فضل خدا سے پیدا ہوگا۔ یہ تو اُمید ہے اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون اور دھوکہ ہے جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں، یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں۔ صاحبو! اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے فَاطِمَةُ اِنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ یعنی اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کرسکتا۔ یعنی جبکہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمالِ صالحہ کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی اُن کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملحق کر دیں گے۔ اُن کے ساتھ ان کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اُسی درجہ میں پہنچا دیں گے، اور آباؤ اجداد کے عمل

میں کمی نہ ہوگی۔

فصل بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت واعمال کی پرواہ ہی کیا ہے۔ صاحبو! یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ ان کا کوئی فائدہ، مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پروا نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں، اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لئے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لئے۔ سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں مگر آپ تو مستغنی نہیں۔ اس کی تو بعینہٖ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا بتلادے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا۔ بھلے مانس حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل ایک شبہ بعض خشک علماء کا یہ ہو جاتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے، وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا، یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لئے ایک طواف کر لینا۔ صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ یعنی یہ اعمال اس

وقت سیئات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ وپند کرتے ہیں۔ صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں مشہور ومعروف ہیں۔

فصل ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہوجاتا ہے کہ ہم ریاضت ومجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہونچ گئے ہیں۔ اب ہم کچھ رہے ہی نہیں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصا کفر والحاد ہوجاتا ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کرسکتا۔ کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور معصیت کس کی۔ کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے، ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے جو بہ مصلحتِ انتظام مقرر ہوا ہے۔ تمام تر باعث اِن خرافات کا جہالت ہے۔

ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک ووصول تو کیا خاک میسّر ہوا ہوگا یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جائے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھکر کسی نے آج تک تعلیم پائی۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف وخشیت وتوبہ واستغفار واجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس وسزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہوجانے کے لئے کافی ووافی ہے۔

توقع والتماس

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۳ - ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ کو مقام مدرسہ جامع العلوم کانپور میں مقصود تمام ہوا اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ و عبارت پر خوردہ گیری نہ فرمائیں گے۔ مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات و معاصی کے ثمرات دنیا و آخرت کے سمجھیں گے اور پچھلے معاصی سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے عزم بالجزم استقامت علی الطاعات اور اجتناب سئیات کا دل میں جماویں گے اور ہمیشہ توفیق اللہ تعالٰے سے مانگتے رہیں گے اور اس ناکارہ خلائق کے لئے بھی دعائے حصول رضائے الٰہی کی گاہ گاہ فرمالیا کریں گے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مناجات جس کا پڑھنا موجبِ مغفرتِ معاصی ہے

پادشاہا جرم ما را درگذار
ماگنہگاریم تو آمرزگار

تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم
جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

سالہا در بندِ عصیاں گشتہ ایم
آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم

دائماً در فسق و عصیاں ماندہ ایم
ہم قرینِ نفس و شیطاں ماندہ ایم

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر و نواہی بودہ ایم

بے گنہ نگذشت بر ما ساعتے
با حضورِ دل نہ کردم طاعتے

بر درآمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ

مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا

بحرِ الطافِ تو بے پایاں بود
نا امید از رحمتت شیطاں بود

نفس و شیطاں زد کریما راہِ من
رحمتت باشد شفاعت خواہ من

چشم دارم از گنہ پاکم کنی
پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی

اندراں دم کز بدن جانم بری
از جہاں با نورِ ایمانم بری

ہزار ہزار شکر پروردگار عالم کا اور لاکھ لاکھ درود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ یہ کتاب ہدایت انتساب مصلح مآل یعنی جزاء الاعمال مصنفہ حضرت فرشتہ خصلت جناب مولانا حاجی حافظ قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب قدس سرہٗ باہتمام نصیر احمد نصیر بیگ ڈپو بستی حضرت نظام الدین۔ نئی دہلی سے شائع ہوا۔

